بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

****

زندگی خوبصورت ترین لگنے لگتی ہے جب من پسند ہم سفر ہو۔ تحریم کو بھی لگنے لگی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک پری ہے۔ جس کا شہزادہ اسے اپنے دیس لے آیا ہے۔وہ تو شادی کے اگلے دن ہی وادی میں گھومنا پھرنا چاہتی تھی مگر شدید سردی اور برف باری کے باعث باہر نکلنا مشکل تھا بلکہ ناممکن تھا۔اور ویسے بھی ابھی ولیمہ کی تقریب نہیں ہوئی تھی۔ خیر وہ پورا گھر اور فارم ہاؤس گھوم پھر چکی تھی۔

نیازی منزل کے مکینوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔اس لیے ہلچل تھی۔کچھ قریبی عزیز بھی ولیمے تک رُکے ہوئے تھے۔

"بھابھی بہت مزہ آرہا ہے آپکے ساتھ۔۔۔"شندانہ نے تحریم سے کہا تھا۔

"ہاں مجھے بھی۔۔۔۔"تحریم فوراً بولی تھی۔سرخ رنگ کے پشمینہ کے جوڑے پر سرخ سرخ جی پہنے اپنے بال سلجھا رہی تھی۔

"وہاں سے کون کون آرہا ہے ولیمہ پر۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"سب ہی آئیں گے۔ہما اور ابراہیم بھائی نہیں آرہے ہیں۔وہاں تو رونق میلہ لگا ہوا ہے۔سب لوگ دن میں یارات کہیں نکل جاتے ہیں لنچ یا ڈنر پر۔کیونکہ سب ہی وہاں رکے ہوئے ہیں ولیمہ اٹینڈ کر کے ہی جائیں گے۔۔۔۔"تحریم نے تفصیلی جواب دیا اور ریڈ لپ اسٹک سے ہونٹ رنگنے لگی تھی۔

"شکر ہے نہیں آئے گا وہ۔۔۔۔"شندانہ نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا۔

"بی بی اپنے دل سے پوچھو کیا وہ واقعی یہی چاہتا ہے۔۔۔"وقت کی سرگوشی بے رحم تھی۔

New Era Magazine

ملتان میں ایس ایس جی کمانڈوز کی مشقیں جاری تھی۔آج Climbing اور "Distance Shooting" کی Paractise تھی۔

"1,2,3۔۔۔" ابراہیم نے کاؤنٹ کیا اور فائر کر دیا۔آج اس کے انداز میں بہت شدت تھی ۔وہ پہلے وارم اپ ایکسر سائز میں بھی آگے تھا اور شوٹنگ میں بھی۔اس کے مزاج میں "Complexity" تھی مگر وہ "Iritating" کبھی نہیں ہوا تھا۔آج کل وہ ہو گیا تھا۔ وہ خاموش ہو گیا تھا۔خاور اور طلحہ سمجھے شاید وہ جاب کو سنجیدگی سے لے رہا ہے۔مگر اس نے تو دل پر کسی اور کو لے لیا تھا۔اور بہت شدت سے لے لیا تھا۔اتنی شدت سے کہ اب شدنانہ دل کو چاہیے تھی۔کسی بھی قیمت پر کسی بھی حال میں۔کسی بھی طرح سے۔دل کی منطق عجیب تھی۔وہ ناممکن کی خواہش پر اتر آیا تھا۔ابراہیم تو ضدی تھا ہی اس کا دل بھی اس بار ضد پر اتر آیا تھا۔اور بہت غلط ضد پر تھا۔

ابراہیم کی "Hectic Routine" کی وجہ سے ہما اکتا گئی تھی۔آج اس نے ماما کو کال ملائی تھی۔ماما پاپا جب سے یہاں سے گئے تھے دوبئی تھے۔

سلام دعا کے بعد وہ اصل موضوع پر آئی تھی۔

"ماما بہت بوریت ہے۔۔۔؟" ہما نے فون پر کہا۔

"تمہاری خالہ تو ہے نا تمہارے پاس اور ابراہیم بھی۔پھر کیسی بوریت۔۔۔۔"

"خالہ چوبیس گھنٹے تو پاس نہیں رہ سکتی۔اور ابراہیم تو آج کل آتے ہی لیٹ ہیں۔۔۔"
ہمانے اپنا رونا رو دیا تھا۔

"بیٹا پریکٹیکل لائف میں تو یہ سب چلتا ہے نا۔۔۔"سائرہ بولی تھیں۔

"بس آپ آجائیں لاہور۔میں کچھ دن لاہور رہ لوں گی۔۔۔"ہمانے ضد کی تھی۔

"مارچ میں ہی آپائیں گے ہم اب سارے کام سمیٹ کر۔۔۔۔"سائرہ نے کہا تھا۔

"پہلے شادی کی وجہ سے رونق تھی۔پھر دو تین دن سب تھے یہاں۔آج صبح سے سب مصروف ہیں تحریم کے ولیمے میں جانے کی تیاری ہو رہی ہے۔میں بیچاری ایویں بور ہو رہی ہوں۔خالہ بھی پھوپھو کے ہاں گئی ہوئی ہیں۔۔۔۔"ہمانے منہ بسورا تھا۔

وہ ہما کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔ہما نازک مزاج ہو گئی تھی۔شاید یہ اس کی موجودہ حالت کی وجہ سے تھا۔وہ تسلی دے رہی تھیں۔

سوات میں آئیں تو اس وقت فارم ہاؤس میں ولیمہ کی تقریب زور و شور سے جاری تھی۔کل سے برف باری نہیں تھی تو فلائٹس جاری تھیں اور سب پہنچ چکے تھے۔سی گرین گھیرے دار میکسی میں تحریم پہچانی نہیں جا رہی تھی۔وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔یاور کی نظریں اس پر تھیں۔

"تم تو آج بارات سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہو بیگم۔۔۔"یاور نے تعریف کی تھی۔

تحریم کے گلاب چہرے پر مسکان ٹھہر سی گئی تھی۔

"یاور بھائی تحریم نے منہ دکھائی میں کہیں شاپنگ کی ڈیمانڈ تو نہیں کر دی تھی۔۔۔"اسٹیج پر آتی ہوئی علینہ نے کہا تھا۔

"اگر اس رات برف باری نہ ہو رہی ہوتی تو شاید یہ کر بھی دیتی۔۔"یاور نے علینہ سے کہا تھا

۔

"تم ناپٹو گی۔۔۔"تحریم بولی تھی۔

"واللہ۔۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔

لندن میں حسب معمول برف باری جاری تھی۔میری نے ہما کو ویڈیو کال ملائی تھی۔

"ہائے ہما۔۔۔!میری نے کیمرے میں ہاتھ ہلایا تھا۔

ہائے۔۔۔!کانٹے کی مدد سے پائن ایپل کھاتی ہما نے کہا تھا۔

"موٹی کھاتی ہی رہتی ہو اب۔۔۔"میری نے کہا تھا۔

"ہاں کیا کروں اور۔سب لوگ تحریم کے ولیمہ پر گئے ہیں۔اور ابراہیم ڈیوٹی پر یہاں میرے پاس دو میڈز چھوڑ گئی ہیں خالہ۔۔۔"ہما نے کہا تھا۔

"ہما یہ لو نوشیرواں سے بات کرو۔۔۔"میری نے کیک بیک کرتے ہوئے نوشیرواں کے سامنے فون کیا تھا۔

"اسلام علیکم!"نوشیرواں نے گہری نظروں سے ہما کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"وعلیکم السلام کہاں غائب ہو۔۔۔"ہما نے پوچھا تھا۔

"بس زندگی میں۔۔۔"نوشیرواں کے لہجے میں ملال تھا۔

"اینی ویز تم خوش ہو۔۔۔۔۔"نوشیرواں نے پوچھا تھا۔

"ہاں بہت تمہیں لگ نہیں رہا کیا۔۔۔"ہما نے سوال نہیں کیا تھا بلکہ نوشیرواں کو جیسے آگ میں دھکیل دیا تھا۔ بھسم کرتی ہوئی۔تڑپاتی ہوئی۔روح کو تار تار کرنے والی آگ۔ جس کا Fuel عشق تھا۔نوشیرواں کی آنکھوں میں بے اختیار پانی آگیا۔اور اس نے کال کاٹ دی تھی۔میری اب فریج سے فروٹ سیلڈ کا باؤل نکالے اس پر مایونیز کی "Topping"کر رہی تھی۔

"تم خوش قسمت ہو میری!اظہار کی ہمت تو رکھتی ہو۔میرے پاس نہ تو محبت کے اظہار کے لیے ہمت تھی۔اور نہ ہی کوئی حق تھا۔ہما میری زندگی میں آنے سے پہلے سارے حق ابراہیم کو دان کر چکی تھی۔۔۔"نوشیرواں نے خاموش نظروں سے میری کا جائزہ لیتے ہوئے دل میں اس کی خوش قسمتی کا اعتراف کیا تھا۔

"مجھے افسوس ہے پیارے!ناکام محبت نے تمہیں توڑ دیا ہے۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

"میں ہی اسے پھر سے جوڑ دوں گی کبھی نہ ٹوٹنے کے لیے۔۔۔"محبت نے فوراً جواب دیا تھا۔

"سب ہی اُٹھ کر آگئے جیسے فارغ ہوں۔۔۔"روزی نے سلمیٰ سے کہا تھا۔

"اس کے رشتے دار ہیں کیوں نہ آتے۔۔۔" سملی نے جواب دیا تھا۔روزی صبح سے ہی چڑ رہی تھی۔اسنے اپنی ہار تسلیم کر لی تھی۔ مگر اس کا مزاج چڑ چڑا ہو گیا تھا۔وہ بات بات پر بھڑک جاتی تھی۔آج کل حد سے زیادہ نکتہ چینی کر رہی تھی۔ہر بات میں کوئی نہ کوئی تنقید کا پہلو نکال لیتی تھی۔

"بہت ہی فیشنی عورتیں ہیں یہ اور نخرہ تو آسمانوں پر ہے۔۔۔"اس نے پھر کہا تھا۔

"تم ایسے کبھی نہیں تھی پہلے۔۔۔۔" سلمی نے افسوس کیا تھا۔

"پہلے دل بھی تو نہیں ٹوٹا تھا۔جو دل کو چاہیے ہوتا ہے بس وہ نہیں ملتا۔باقی سب کچھ ملتا ہے۔۔۔"روزی نے کہا اور آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے کوارٹرز کی طرف ہو لی تھی۔ولیمہ کی تقریب میں شرکت کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔

آج ہی ابراہیم لوگوں کی علاقائی مشقیں ختم ہوئی تھیں۔

"یار پتا نہیں شہادت کی موت نصیب ہو گی بھی یا نہیں۔۔۔"ابراہیم نے خاور سے کہا تھا۔

"ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ویسے ہوا کیا ہے اب۔۔۔"خاور نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی دل اداس ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"تم ہما کے ساتھ خوش تو ہو نا۔۔۔"خاور نے کسی خدشے کے پیش نظر پوچھا تھا۔

"ہاں کیا تمہیں نہیں لگتا میں خوش۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

" کبھی کبھی نہیں لگتے۔ایسا لگتا ہے جیسے تم ایکٹنگ کر رہے ہو۔تم ہم سے محبت نہیں کرتے ۔بس تم رشتہ نبھا رہے ہو۔اور اس چیز نے تمہیں تھکا دیا ہے۔۔۔" خاور نے تو جیسے ابراہیم کا دل کھول کر رکھ دیا تھا۔

"بس وہم ہے تمہارا۔۔۔۔" ابراہیم نے کمزور لہجے میں کہا تھا۔

"اللہ کرے وہم ہی ہو۔۔۔۔" خاور نے بے ساختہ دعا دی تھی۔وہ تینوں ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے۔خاور بظاہر لاپرواتھا۔مگر وہ رویوں میں تبدیلی بہت نوٹ کرتا تھا۔اور ابراہیم کا رویہ اسے نارمل نہیں لگا تھا۔

"کچھ ہے ایسا جو میں نہیں جانتا۔۔۔۔" خاور نے سوچا تھا۔

ولیمے کی تقریب بہت اچھی ہو گئی تھی۔تحریم رسم کے مطابق ساتھ جا رہی تھی۔

پھر ایک دو دن ٹھہر کر یاور نے لینے جانا تھا۔

"نا جاؤ۔۔۔" کمرے میں تحریم کو پیکنگ کرتے دیکھ کر یاور نے کہا تھا۔

"جانا تو پڑے گا۔۔۔" تحریم بولی تھی۔

"رسم ہے کوئی فرض تو نہیں ہے نا۔۔۔" یاور نے ضد کی تھی۔

"ارے آجاؤں گی واپس چند دنوں کی ہی تو بات ہے۔۔۔" تحریم نے اسے تسلی دی تھی۔

"بہت ظالم ہو تم۔۔۔" یاور نے کہا تھا۔تحریم مسکرا دی تھی۔وہ پیا من بھائے تھی۔وہ ناز کیوں نہ کرتی۔یاور اسے ارمانوں سے بیاہ کر لایا تھا۔نخرے اس پر جچتے بھی تھے۔اور وہ کرتی

بھی تھی۔ تحریم کو پیار لینا آتا تھا۔وہ Attention Seeker تھی۔اور یاور کے لیے وہ تو وہ اپنی اس خوبی کو جی جان سے استعمال کر رہی تھی۔

کئی دن سے نیازی منزل میں جاری ہنگامہ آج اختتام پذیر ہوا تھا۔چند ایک کے علاوہ سارے عزیز جا چکے تھے۔ تحریم بھی میکے جا چکی تھی۔شادی بخیر و عافیت سے ہو چکی تھی۔شندانہ ولیمے کے بعد جو سوئی تو اگلے دن شام میں اُٹھی تھی۔

اس نے کمرے کی کھڑکی سے پردے ہٹائے۔تو سامنے گلاب کے باغ کے دلکش مناظر نے اسکا دل موہ لیا تھا۔لیکن اسے یہ سرد موسم اداس سا لگا تھا۔جیسے کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو۔گلاب کے پھولوں پر برف جمی ہوئی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ اس کے دل پر بھی کچھ جم گیا ہے۔جس کی وجہ سے دل کا آئینہ بالکل اندھا ہو چکا تھا۔وہ اپنی بے وجہ اداسی کو کوئی نام نا دے پائی۔

فریش ہو کر نیچے آئی تو شام کی چائے پی جا رہی تھی۔

"بڑی سردی ہے بھئی۔۔۔"آتش دان میں کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"آپ نے تو خوب نیند پوری کی۔۔۔۔"بڑی اماں نے کہا تھا۔

"ہاں جی تھکاوٹ بھی تو بہت تھی۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"آج یاور نے بھی خوب نیند پوری کی۔بارہ بجے کے بعد ہی اُٹھا تھا وہ۔۔۔"گل مکئی ٹرے سے چلغوزے نکال رہی تھیں۔

"مجھے تو خوب بھوک لگی ہے۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

New Era Magazine

"کیا کھاؤ گی؟"گل مکئی بیگم نے پوچھا تھا۔۔

"میں تو پراٹھا کھاؤں گی ساتھ میں انڈہ۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اس وقت۔۔۔"انہوں نے شندانہ کو دیکھا تھا۔

"اور کیا ممی انڈہ کھانے کا کوئی وقت تھوڑی ہوتا ہے۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا میں کہتی ہوں روزی سے۔۔۔"وہ اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"نہیں آپ بیٹھیں میں چلی جاتی ہوں اس سے گپ شپ بھی ہو جائے گی۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا چلی جاؤ تم۔۔۔"وہ بیٹھ گئی تھیں۔

"نغمانہ خالہ کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہی ہیں۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"وہ طلحہ کے گھر گئی ہے۔۔بے بے سے جھٹ دوستی گانٹھ لی آنے والی ہو گی۔۔۔"گل مکئی بولی تھیں۔

"اچھاااا۔۔۔"شندانہ کچن کی طرف ہولی تھی۔

"یہ اپنی نغمانہ بڑی اچھی ہے۔لمحوں میں دوست بنا لیتی ہے۔مجھے بہت پسند ہے اس کی طبیعت ۔کھل کر جیتی ہے زندگی۔۔۔"بڑی اماں نے تعریف کی تھی۔

"جی جی۔۔۔۔"گل مکئی اب اور کیا کہہ سکتی تھیں۔بہن کے پل میں تولہ اور پل میں ماشہ والے مزاج سے واقف تھیں۔شندانہ نے صرف یہ عادت خالہ سے لی تھی۔باقی وہ بنی بنائی گلہ لائی تھی۔عادتاً بھی اور شکلاً بھی۔

"میری بچی کو بھی گلہ لائی جیسی ثابت قدمی عطا کر میرے مالک!"انہوں نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے بے ساختہ دعا کی تھی۔وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ جلد ہی شندانہ ہٹ دھرمی اور ثابت قدمی کا ایسا مظاہرہ کرے گی جس کا انہوں نے سوچا تک نہ ہو گا۔

"میڈم کیا حال چال ہیں آپکے۔۔۔"شندانہ نے پیڑہ بناتی ہوئی روزی سے حال پوچھا تھا۔

"بس جی اللہ کا کرم ہے۔۔"روزی نے کہا تھا۔

شندانہ کو اس کے چہرے پر کچھ محسوس ہوا تھا۔جیسے کچھ کھو گیا ہو روزی کا۔

"سب ٹھیک تو ہے نا روزی۔۔۔"شندانہ نے سرگوشی کی تھی۔

"سب ٹھیک ہے کیا ہونا ہے بھلا یہاں۔۔۔"روزی نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

شندانہ نے پراٹھا اُٹھایا اور ٹیبل پر بیٹھ گئی تھی۔

"سنو یہ الائچی والی چائے مزے کی ہوتی ہے۔۔۔"شندانہ نے روزی سے پوچھا تھا۔

"ہاں بہت مزے کی ہوتی ہے۔بناؤں ابھی۔۔۔"روزی نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"ہاں میں پینا چاہوں گی۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"خیریت ہے بی بی۔۔۔"دل نے پوچھا تھا۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔۔۔"دماغ نے جواب دیا تھا۔

"ابراہیم ہم تحریم کو انوائٹ کریں دعوت پر۔۔۔۔"ہما نے ابراہیم سے کہا تھا۔

New Era Magazine

"ہاں دیکھتے ہیں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔ہما کے وجود میں تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔اس کے چہرے پر نور تھا۔وہ دن بدن خوبصورت ہو رہی تھی۔ نکھر رہی تھی۔ سنور رہی تھی۔یہ صرف من چاہے محبوب کی سنگت کا کمال تھا۔

"چائے ملے گی ایک کپ۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔"ہما اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کچھ دیر بعد ابراہیم بھی اس کے پیچھے آ گیا تھا۔

"ہما تم چوڑیاں نہیں پہنتی کیا۔۔"ابراہیم نے پیچھے سے آ کر کہا تھا۔اسے یکدم کسی کی بھری بھری کلائیاں یاد آئی تھیں۔

"نہیں مجھے کبھی پسند نہیں رہی ہیں۔الجھن ہوتی ہے مجھے۔۔۔"ہما نے چائے کپ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"پہنا کرو مجھے چوڑیوں کی چھن چھن پسند ہے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔کمرے سے نکلتی فرازیہ بے اختیار مسکرائی تھیں۔

تو ہما کے حسن نے ابراہیم کو گھائل کر ہی لیا تھا۔انہوں نے بے ساختہ شکر ادا کیا تھا۔

"خالہ چائے پیئں گی۔۔۔۔"ہما نے سامنے دیکھا تھا۔

"نہیں تم لوگ پیو۔میرا دل گھبرا رہا تھا۔تو میں زرا واک کرنے لگی ہوں باہر۔۔۔۔"انہوں نے مسکرا کر کہا تھا۔

ابراہیم نے مسکرا کر پہلے ماں کو دیکھا اور پھر بیوی کو۔ان دونوں کی مسکراہٹ میری خاموشی کی وجہ سے ہے۔

"کاش ہما تم کسی اور کی زندگی میں ہوتی۔ تم کسی اور کا نصیب ہوتی۔جو تمہاری قدر کرتا۔جو تمہاری پرواکرتا۔جو تمہیں دل و جان سے چاہتا۔۔۔۔"ابراہیم نے خود کلامی کی تھی۔

ہما نے غور سے اپنے شوہر کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا تھا۔

"ابراہیم مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ایک میں ہی پاگل ہوں۔جو صرف ان کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔یہ نہیں سوچتی کہ ان کو کیا پسند ہے۔۔۔"ہما نے دل ہی دل میں کہا تھا

۔رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔بالائی علاقوں میں شدید برف باری کے باعث میدانی علاقوں میں بھی موسم کافی ٹھنڈا تھا۔

"بے بے میں نے ابھی شادی نہیں کرنی ہے۔۔۔۔"طلحہ نے فون پر کہا تھا۔

"کیوں نہیں کرنی ہے۔۔۔۔"وہ بولی تھیں۔

"بس مجھے ابھی وہ لڑکی ملی ہی نہیں ہے جس کو دیکھ کر میرا دل بے ساختہ کہے کہ بس یہی ہے وہ ۔۔۔۔"طلحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"چھوڑ یہ فلمی باتیں طلحہ خاناں۔بس جلدی سے شدانہ کے لیے ہاں کر دے۔۔۔"بے بے بولی تھیں۔

"کیا؟؟شدانہ وہ تو میرے لیے بہنوں جیسی ہے۔۔۔۔"طلحہ زچ آکر اونچی آواز میں بولا تھا۔

"تم سوچنا ضرور۔۔۔۔"انہوں نے کہااور فون کاٹ دیا۔

طلحہ کو بہت غصہ آیا تھا۔

"یہ خواتین کو شادیوں میں لڑکیاں تاڑنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔ہر وقت بیٹوں کو کھوٹے سے باندھنے کا سوچنے لگتی ہیں۔۔۔"طلحہ بڑبڑایا تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔"پاپ کارن کھاتے ہوئے خاور نے قہقہہ لگایا تھا۔

"تجھے کیوں ہنسی آرہی ہے۔۔۔۔"طلحہ چڑ کر بولا تھا۔

"بس ویسے۔۔۔۔"خاور نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"خالہ اب اگر آپ خانپور جائیں گی تو مجھے ساتھ لیکر جایئے گا۔میں نہیں رہ سکتی یہاں اکیلی۔ ابراہیم ویک اینڈز پر چکر لگاتے رہیں گے۔۔۔۔"ہما نے کہا تھا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی میں۔۔۔۔"انہوں نے کہا تھا۔

"خالہ مارکیٹ چلیں میں نے چوڑیاں لینی ہیں۔۔۔"ہما بولی تھی۔

"کیوں نہیں چلیں گے۔چوڑیاں پہنا کرو سہاگ کی نشانی ہوتی ہیں۔۔۔۔"وہ بولی تھیں۔

ہما مسکرادی تھی۔اور آنکھیں موندلی تھیں۔

ہما کو ہنستا بستا دیکھ کر ان کے دل میں ٹھنڈک پڑ جاتی تھی۔

"بالکل دل نہیں لگ رہا میرا۔۔۔"یاور نے میسج کیا تھا۔وہ لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ساتھ میں تحریم کو میسج پر میسج کیے جا رہا تھا۔

"اللہ اللہ۔۔۔"تحریم کا جواب آیا تھا۔

"مجھ بیچارے کو تڑپا کر تم سکون سے رہ رہی ہو۔۔۔۔"یاور نے جلدی سے ٹائپ کیا تھا۔

"آپ کل آتو رہیں ہیں لینے۔۔۔۔"تحریم نے لکھا تھا۔

"ہاں بہت دیر ہے ابھی۔۔۔۔"یاور نے آہ بھرتے ہوئے ٹائپ کیا اور لیپ ٹاپ پر متوجہ ہو گیا تھا۔شادی کی مصروفیات کہ وجہ سے بہت سا کام تاخیر کا شکار ہو گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں یاور بھائی۔۔۔؟"علینہ نے ٹرے میں چائے لیکر آتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اور کیا کہیں گے۔یہی کہ دل نہیں لگ رہا وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔"تحریم نے مسکرا کر کہا تھا۔

علینہ نے تحریم کا چہرہ غور سے دیکھا تھا اور مسکرا دی تھی۔

"یہ تحریم کچھ زیادہ نہیں پیاری ہو گئی۔یا مجھے لگ رہی ہے۔کیا محبت انسان کو اتنا خوبصورت بنا دیتی ہے؟؟؟"علینہ نے خود سے پوچھا تھا۔

"ہاں بالکل کر کے دیکھ لو۔۔۔۔۔"دل نے فوراً راہ دکھائی تھی۔

"پر کس سے؟"علینہ نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

"ایک شہزادے ہے اس سے۔۔۔۔"دل نے کہا تھا۔

New Era Magazine

خاور بیچارے کے دل کی حالت اسی دن سے پتلی تھی۔اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا جادو کرے اور علینہ کو منالے۔وہ بیچارہ کشمکش میں ہزاروں طریقے سوچتا اور پھر رد کر دیتا تھا۔دل کو علینہ کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔وہ زرا سی نک چڑی اور بلیوں سے محبت کرنے والی لڑکی دل پر جیسے چڑھ سی گئی تھی۔اور ایسا چڑھی تھی کی اترنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔

"بس کر دے اتنا مت سوچا کر۔وہ نازک وجود کہیں چھینکوں کی ضد میں آکر کوچ نہ کر جائے ۔۔۔"طلحہ نے اس سے کہا تھا۔

"دفعہ ہو جا خبیث انسان سب تیرا کیا دھرا ہے۔مجھ سے تو وہ بات ہی نہیں کرنا چاہتی ہے ۔۔۔"خاور نے تپ کر کہا تھا۔طلحہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"ویسے شندانہ پرفیکٹ لڑکی ہے۔تو مان جا بے بے کی بات۔تیرے لیے ٹھیک رہے گی۔ دونوں کزن ہو۔دونوں کو آرٹ سے گہری دلچسپی ہے۔اور کیا چاہیے۔۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

گھر میں داخل ہوتے ابراہیم نے بخوبی سنا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"وہ بہن ہے میری۔۔۔۔۔"طلحہ نے زچ آکر کہا تھا۔

"تو کونسا شرعی بہن ہے۔کزن ہے نا۔۔۔"خاور نے اکسایا تھا۔

"تو دفعہ ہو جا شندانہ مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے۔اس کے لیے میں اور یاور دونوں مل کر ڈھونڈیں گے کوئی شہزادہ۔۔۔"طلحہ نے کہا تھا۔

"کیا پتا اس کے دل میں تیرے لیے فیلنگز ہوں۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"جی نہیں۔وہ کھلی کتاب ہے۔میں تو اس کی سہیلی ہوں۔مجھ سے باتیں شئیر کرتی رہتی ہے ۔۔۔"طلحہ نے کہا تھا۔

"دل کے معاملے میں یہ لڑکیاں ہوا بھی نہیں لگنے دیتی ہیں۔۔۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"آج لگتا ہے پستول گرم کرنا ہی پڑے گا۔۔۔"طلحہ نے دھمکایا تھا۔

"ہائے میں ڈر گیا۔مجھے مت مارو۔۔۔"خاور نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی تھی۔ابراہیم دروازے سے ہی واپس مڑ گیا تھا۔

"کیا پتا خاور کی بات سچ ہو۔وہ واقعی کسی کو پسند کرتی ہو۔۔۔"دماغ سے آواز آئی تھی۔

"لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"دل نے عذر تراشا تھا۔

"یہ لڑکیاں تو دل کی بات سات پردوں میں چھپا کر رکھتی ہیں۔روتی بھی ہیں تو کسی کو پتا نہیں چلنے دیتی ہیں۔پہاڑوں جیسے حوصلے ہوتے ہیں ان کے۔۔۔"ابراہیم نے سوچا تھا۔

"تمہارے علاوہ کوئی اور اس کے دل کو فتح نہیں کر سکتا ہے۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

وہ میجر ابراہیم ویسا نہیں رہا تھا۔اس کا دل قطرہ قطرہ پگھل رہا تھا۔وہ مسلسل ایک ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا۔فنا ہو رہا تھا۔برباد ہو رہا تھا اور کسی کو کان و کان خبر نہیں تھی۔

دل ٹُوٹ جائے تو اُسے اُٹھا کر اُسی مُصّور کے پاس لے جاؤ جس نے اُسے تخلیق کیا ہے۔اُس سے بہتر تو کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ کس رنگ کے دھاگے سے کہاں پیوند لگانا ہے۔

نوشیرواں نے کتاب سے ایک بات پڑھی تھی۔اسے ایسالگا کہ جیسے یہ اسی کے لیے کہا گیا ہے۔

"بس آج سے میں دل کا سکون مانگا کروں گا۔۔۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

میری آج کل کوکنگ کلاسز لے رہی تھی ایک انسٹی ٹیوٹ میں تواب کم کم ہی آتی تھی۔

عورت اور گلاب بظاہر دیکھنے میں زمین و

آسمان کا فاصلہ رکھتے ہیں مگر دونوں ایک ہی ہیں جس طرح گلاب تیز دھوپ کی تپش سے جھلس جاتا ہے اور اسکی خوشبو کا ذائقہ بدل جاتا ہے اسی طرح عورت بھی تیز نظروں سے گھبرا جاتی ہے۔ناموافق ماحول اسے سے مرجھا کر رکھ دیتا ہے۔

شندانہ ابھی تک الجھن میں تھی۔ابراہیم کی نگاہوں کی تپش میں ایسا کیا تھا کہ شندانہ بھول نہیں پارہی تھی۔وہ گھلتی جارہی تھی۔اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔اس کا مزاج ویسے بھی پل بھر میں بدلتا تھا۔لیکن آج کل اس کے "Mood swings" عروج پر تھے۔وہ پل بھر میں خوش ہو جاتی اور پل بھر میں اداس ہو جاتی تھی۔نودس ادھوری پینٹنگز رکھی تھی۔پر وہ Concentrate ہی نہیں کر پارہی تھی۔کچھ ایسا تھا جو مسنگ تھا۔وہ کیا تھا؟

ابراہیم نے آج شندانہ کی پروفائل دیکھی تو حالیہ کوئی اپڈیٹ نہیں تھی۔ایسا لگتا تھا کہ اکاؤنٹ کی مالکہ بہت مصروف ہے۔جس کی وجہ سے وہ پوسٹنگ نہیں کر رہی ہے۔پھر ابراہیم نے پیج وزٹ کیا تھا۔وہاں پر اب واٹس ایپ نمبر مینشن کیا گیا تھا۔

ابراہیم نے وہ فوراً نوٹ کیا تھا۔

"اسلام علیکم! میں آپکی پینٹنگز خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"وعلیکم السلام! میسج کرنے کا شکریہ۔جو پینٹنگ چاہیے اس کی تصویر اپنے مکمل نام و پتے کے ساتھ ہمیں بھیج دیں۔ایک ہفتے میں آرڈر مل جائے گا انشاءاللہ۔۔۔"

"شکریہ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں کوئی ایڈمن ہے یا آرٹسٹ۔۔۔۔"

"سوری ہم ذاتی معلومات نہیں دیتے۔آرٹسٹس صاحبہ اپنے پیج پر اپنے بارے میں بتاتی رہتی ہیں اور کمنٹس میں اکثر اوقات جواب بھی دے دیتی ہیں۔۔۔"شندانہ نے ٹائپ کیا تھا۔یہ کسٹمر اسے دلچسپ لگا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔۔"ابراہیم نے ٹائپ کر کے بھیجا تھا۔

"ایسا کیا کروں میں کہ اسے خبر ہو جائے کہ اسکے بغیر جینا اب ممکن نہیں رہا ہے۔۔۔"ابراہیم نے سوچا تھا۔

"بس سیدھا جا کر کہہ دو تم بہت ہو گیا۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

New Era Magazine

یاور تحریم کو لینے ملتان پہنچ چکا تھا۔پہلے اس نے مشتاق نیازی اوران کی بیوی بچوں کو سی آف کیا تھا۔اور پھر تحریم کے ہاں آیا تھا۔

"ایسا لگتا ہے کہ جیسے صدیوں بعد ملیں ہیں ہم۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔وہ فریش ہونے کمرے میں آیا تو پیچھے سے تحریم چلی آئی تھی۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔"تحریم دلبری سے مسکرائی تھی۔

"تحریم تم اتنی خوبصورت کیوں ہو؟"یاور اب پوچھ رہا تھا۔

"آپ کی آنکھوں کو لگتی ہوں اس لیے شاید۔۔۔۔"تحریم نے مدھم آواز میں کہا تھا۔

رات کو ان سب کا ڈنر ہما اور ابراہیم کی طرف سے ریسٹورنٹ میں تھا۔کل یہاں لنچ کے بعد انہوں نے سمین آپا کے ہاں لاہور جانا تھا۔

وادی کالام میں کچھ کشیدگی جاری تھی۔تو ابراہیم کو آپریشن کا ہیڈ بنا کر وہاں جانے کا آرڈر دے دیا گیا تھا۔وہ خوش تھا۔وہ دشمن جاں کے علاقے میں جا رہا تھا۔اس کا دل مطمئن تھا۔

ہما بہت اداس تھی۔

"آپ کب آئیں گے واپس۔۔۔۔"ہما نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بس بہت جلد۔۔۔"ابراہیم نے تسلی دی تھی۔

"روز فون تو کریں گے نا۔۔۔۔"ہما نے پوچھا تھا۔

"ہاں دن میں ہر گھنٹے بعد۔اب خوش۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

New Era Magazine

وہ مسکرادی تھی۔ابراہیم ڈھیروں ہدایات دے کراور دعائیں لیکر کالام کے لیے روانہ ہو چکا تھا

۔

نیازی منزل میں معمول کے مطابق دن چڑھا تھا۔شندانہ ناشتہ کر کے روزی کے ساتھ وادی میں گھومنے پھرنے نکلی تھی۔وہ کبھی کبھار وادی کے بچوں کے ساتھ چھپن چھپائی کھیلتی تھی۔آج بھی وہ لوگ کھیل رہے تھے کہ شندانہ زرا دور درخت کی اوٹ میں چھپ گئی تھی۔اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے آگے جانا چاہا تھا۔لیکن کسی نے مضبوط ہاتھوں سے اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔وہ گڑ بڑائی اور بولنے کے لیے منہ کھولا تو فوراً اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا گیا تھا۔آنے والا سیاہ قمیض شلوار میں سفید چادر اوڑھے ہوئے تھا۔اس نے چہرے کو زرا ڈھک رکھا تھا۔

شندانہ نے دیکھا تو اس کی آنکھیں ہو بہو اس خواب والے آدمی کی طرح تھیں۔شندانہ کو سب بھول گیا تھا۔وہ آنکھوں میں دیکھتی رہی۔نقاب پوش نے اب ہاتھ ہٹا لیا تھا۔پھر اس نے اپنا چہرہ دکھایا تو شندانہ چونکی تھی۔

"آپ یہاں۔۔۔"اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔"جی میڈم ایک فوجی ہوں اور فوجی کی ڈیوٹی کہیں بھی لگ سکتی ہے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

شندانہ نے ایک بار پھر جھکی ہوئی نظریں اُٹھائی تھیں۔اور بس کیوپڈ کا تیر چل چکا تھا۔شندانہ نیازی کو ابراہیم علی خان سے محبت ہو چکی تھی۔پرندوں نے درختوں سے کہا۔درختوں نے ہواؤں سے اور ہواؤں نے شہر محبت میں جا کر منادی کرادی۔

معاملہ یک طرفہ نہیں رہا تھا دو طرفہ ہو گیا تھا۔

شندانہ کھیل چھوڑ کر نیازی منزل بھاگ آئی تھی۔آج وہ بہت تیز بھاگی تھی کہ جیسے اس بھاگنے سے وہ ابراہیم کے خیال کو جھٹک کر کہیں گرا آئے گی۔مگر ابراہیم تو اسے یاد ہو گیا تھا۔بلکہ زندگی بھر کے لیے یاد ہو گیا تھا کبھی نہ بھولنے کے لیے۔

پڑاؤ کے بعد آج رات کاروائی کرنی تھی۔رات کے دو بجے وادی گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اُٹھی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے سوئی شندانہ کی آنکھ کھل گئی تو وہ ڈر گئی تھی۔

اس نے اُٹھ کر وضو کیا اور جائے نماز پر نفل ادا کرنے کے بعد دعا مانگنے بیٹھ گئی تھی۔

صبح اس کی آنکھ دس بجے فون کی گھنٹی سے کھلی تھی۔

اسلام علیکم !اس نے نمبر دیکھے بغیر او کے کیا تھا۔

"وعلیکم السلام !"

"آپ کون۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔"شندانہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔اس کی دھڑکنوں کا شور بڑھ گیا تھا ۔اتنا بڑھ گیا تھا کہ ابراہیم بخوبی سن سکتا تھا۔نجانے کتنے لمحے گزر گئے تھے۔

"شندانہ!" ابراہیم نے پکارا تھا۔اسے لگا کہ جیسے کائنات کی ساری موسیقی اس کے کان میں سما گئی ہے۔شندانہ شندانہ نہیں رہی تھی۔ابراہیم ہو گئی تھی۔

شندانہ! ابراہیم نے پھر پکارا تھا۔

"جی۔۔۔" وہ صرف اتنا کہہ پائی تھی۔

اور بس اس جی نے کمال کر دیا تھا۔سب کچھ کہہ دیا تھا۔ابراہیم کو چین آگیا تھا۔جس آگ میں وہ جل رہا تھا آج اس ایک جی نے اس پر مرحم رکھ دیا تھا۔

"آپ نے مجھے فون کیوں کیا ہے۔۔۔" شندانہ نے مدھم آواز میں پوچھا تھا۔۔

"تمہاری آواز سننا چاہتا تھا۔صبر نہیں کر سکا تو فون کر دیا۔۔۔۔" ابراہیم کا لہجہ شہد سے بھی میٹھا تھا۔

"مگر کیوں۔۔۔" شندانہ کی آنکھ میں آنسو آگئے تھے۔

"رونا بند کرو۔۔۔" اس نے فوراً کہا تھا۔شندانہ نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔کمرے میں کوئی نہیں تھا۔اسے حیرت ہوئی۔

"آپ یہ کس راہ کے مسافر بننا چاہتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ سوات کا کوئی بھی راستہ ملتان کو نہیں جاتا۔پھر بھی آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔" شندانہ نے ترش لہجے میں کہا تھا۔

"ملتان کے سارے راستے سوات میں آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔" اس نے کہا تھا۔

"امید ہے آپ اگلی دفعہ فون نہیں کریں گے۔۔۔" شندانہ نے سختی سے کہا تھا۔

"کیا کوئی کسی کا دل ایسے بھی توڑتا ہے شندانہ!" ابراہیم نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

شندانہ کو لگا کہ ساری کائنات رک گئی ہے۔

"کیا شادی شدہ ہونا جرم ہے۔۔۔" ابراہیم نے پھر پوچھا تھا۔

"نہیں ہے۔ مگر معاشرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے۔۔۔۔" شندانہ نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"دین تو دیتا ہے نا۔۔۔۔" ابراہیم نے بہت بڑی بات عام سے لہجے میں کر دی تھی۔

شندانہ کو لگا کہ اس کا سانس رک جائے گا۔ وہ مر جائے گی۔ دوسری طرف جذبات کی شدت اتنی زیادہ تھی۔

"پلیز ہما بہت اچھی ہے۔ آپ اس کی طرف لوٹ جائیں آپکو خدا کا واسطہ ہے ابراہیم! میری وجہ سے اپنا بسا بسایا گھر خراب نہ کریں۔۔۔" شندانہ نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ بات ہر حد سے آگے نکل چکی ہے۔۔۔۔" ابراہیم نے دہکتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

شندانہ کانپ گئی تھی۔ اس نے فون بند کر دیا تھا۔ بلکہ پاور آف کر دیا تھا۔ اس کے پاس دو نمبر تھے۔ وہ اب یہ آن نہیں کرے گی اور نا ہی نیازی منزل سے اکیلی کہیں نکلے گی۔ وہ دل میں تہیہ کر چکی تھی۔

\-

ابراہیم کو قدرے سکون مل گیا تھا۔وہ اب گہری نیند میں تھا۔کافی عرصے بعد وہ سکون کی نیند سو پایا تھا۔شام کو وہ اُٹھا تو اپنے آپکو فریش پایا۔فون آن کیا تو سب کے میسجز تھے۔وقتاً فوقتاً سب کو کال کر کے اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ناشتہ کرنے کے بعد چائے کا کپ لیے وہ انگیٹھی کے پاس آ بیٹھا تھا۔انہوں نے غار میں آج کل عارضی ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ابراہیم نے شندانہ کا نمبر ملایا تو آگے سے نمبر بند جا رہا تھا۔وہ چائے پی کر باہر نکل آیا تھا۔

یہاں سے نیازی منزل کا راستہ پیدل آدھے گھنٹے کا تھا۔کیونکہ وہ سوات کے بالکل آخر میں تھی۔ابراہیم اسی جگہ پر پہنچ گیا تھا۔جہاں پر شندانہ کو اس نے روکا تھا۔وہ دو گھنٹے وہیں بیٹھا رہا اور جب سردی بہت بڑھ گئی تو وہ واپس اپنے ٹھکانے پر لوٹ آیا تھا۔نوجوانوں نے رات کا کھانا بنا لیا تھا۔وہ جس غار میں تھے وہ بہت لمبی تھی۔سو وہ آسانی سے اندر رہ سکتے تھے۔ابراہیم اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔

آج کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔سب نیا نیا لگ رہا تھا۔

شندانہ آج سارا دن خوف میں مبتلا رہی کہ ابراہیم کہیں سے نکل کر آنہ جائے۔گل مکئی اور بڑی اماں آج کسی کی عیادت کے لیے گئی ہوئی تھیں۔اس نے سارا دن کمرے میں جلے پیر کی بلی کی مانند گزارا تھا۔رات کو بے اختیار سیل فون آن کیا تھا۔

"شندانہ!" صرف ایک میسج آیا ہوا تھا۔شاید وہ ٹرائے کرتا رہا ہو گا۔اور نمبر بند تھا تو شندانہ کو پتا نہیں چلا تھا۔

وہ بار بار وہ میسج پڑھی جا رہی تھی۔

ایسا لگتا تھا کہ ابراہیم نے شندانہ کو پکارا تھا۔تو جیسے ساری کائنات شندانہ کی مٹھی میں سمٹ آئی تھی۔شندانہ کو بھوک محسوس ہوئی تو وہ کچن میں کھانا کھانے چلی گئی تھی۔ کھانا کھا کر اور کافی لیکر جب وہ ایک گھنٹے بعد واپس آئی تو بے شمار کالز آچکی تھیں۔

"مسٹر ابراہیم آپ پر یہ سب سوٹ نہیں کرتا۔ فلرٹ کرنا بند کریں اور اپنا راستہ ناپیں۔۔۔"

شندانہ نے میسج کیا اور فون آف کر دیا تھا۔

ابراہیم میسج پڑھ کر مسکرا دیا تھا۔۔یہ حسینہ بہت نخریلی ہے۔بہت نازوں والی ہے۔ابراہیم نے سوچا اور ہونٹ مسکرا دیئے تھے۔

"یہ شخص آخر چاہتا کیا ہے؟؟"شندانہ نے سوچا تھا۔اور سوچے گئی تھی۔

"تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔"دل نے پوچھا تھا۔

اور جو جواب آیا تھا۔شندانہ حیران رہ گئی تھی۔اس نے کبھی یہ نہیں چاہا تھا۔ کبھی یہ نہیں سوچا تھا۔۔رات کے نجانے کس پہر اسے لگا کہ اسے کسی نے پکارا ہے تو وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔

اس نے واش روم جا کر ٹھنڈے پانی سے اپنا چہرہ دھویا تھا۔

پھو سیل فون آن کیا تھا۔ صرف ایک ہی میسج تھا۔

"فون تو بند کر سکتی ہو۔ کیا اپنے دل کے دروازے بھی بند کر سکتی ہو؟"شندانہ بے اختیار مسکرا دی تھی۔آج اُسے پر سکون نیند آنی تھی۔

صبح اس کی آنکھ فجر کے وقت کھل گئی تھی۔ نماز پڑھ کر اس نے میسج دیکھا تھا۔

واٹس ایپ پر ابراہیم نے اپنی تصویر بھیجی تھی۔دل پر ہاتھ رکھے وہ مسکرا رہا تھا۔آنکھیں سرخ تھیں۔چہرہ جذبات کی شدت سے بوجھل تھا۔

شندانہ کو یہ اقرار کرنا پڑا تھا کہ اس کائنات میں صرف ایک ہی شخص جو خوبصورت ہے اور وہ ہے ابراہیم۔

"تصویر کیسی لگی۔۔۔؟"میسج آیا تھا۔

شندانہ مسکرادی تھی۔

"یقیناًاچھی لگی ہو گی۔۔"وہ مسکرا کر آف لائن ہو گئی تھی۔

سب کچھ خوبصورت ہے۔لیکن تلخ حقیقت یہ ہے کہ یہ شادی شدہ ہے۔شندانہ نے سوچا تھا۔

اور ساری خوشی غارت ہو گئی تھی۔

وہ ابراہیم کی تصویر دیکھتے دیکھتے سو گئی تھی۔

وہ اُٹھی تو دس بج چکے تھے۔اس نے فوراًفون چیک کیا تھا۔

"کسی کی تصویر کو اتنا بھی نہیں دیکھتے۔۔۔"میسج تھا۔ابراہیم کوئی ٹین ایجر نہیں تھا۔مارچ میں وہ تیس سال کا ہونے والا تھا۔وہ ایک میچور مرد تھا۔اسے ہر چیز کا احساس تھا۔لیکن دل کے معاملے میں وہ بے بسی کی آخری انتہا پر تھا۔اور وہ انتہا یہ تھی کہ اگر اب شندانہ سے بات نہ کرتا تو یا تو وہ پاگل ہو جاتا یا وہ مر جاتا۔وہ عشق مجازی میں بہت آگے تک آ گیا تھا۔اور یہاں سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ تھا عشق حقیقی۔ورنہ اس سے پہلے ابراہیم کی کائنات شندانہ تک

محدود ہوگئی تھی۔وہ بھول گیا تھا کہ وہ کون تھا۔کیا تھااور کیوں تھا۔اسے یاد تھی تو صرف شندانہ تھی۔اور کچھ یاد نہیں تھا۔

شندانہ اب بہت محتاط ہوگئی تھی۔وہ فون روم میں پاور آف کر کے رکھ کر جاتی تھی۔یاور اور تحریم ابھی تک دعوتیں کھا رہے تھے۔پھر انہوں نے لندن جانا تھا۔سوابھی تک نیازی منزل میں ویسی ہی روٹین جاری تھی۔گل مٹئی اور بڑی اماں ہفتے میں ایک یا دو دن رشتہ داروں میں کہیں چلی جاتی تھیں۔بقیہ دن خاندان میں سے کوئی نا کوئی آتا جاتا رہتا تھا۔شندانہ کی ماسٹرز کی کلاسز تھیں۔وہ ویک اینڈ پر کالج میں کلاسز لینے جاتی تھی۔ابراہیم کی اب کال نہیں آتی تھی۔بس دن میں ایک میسج آجاتا تھااور یک لفظی میسج جیسے شندانہ کے لیے۔آکسیجن بن چکا تھا۔اسے لگتا تھااب ابراہیم اسے نہیں پکارے گا تو وہ مر جائے گی۔اور واقعی ایسا ہونے والا تھا۔

آج وہ بک شاپ سے کتابیں لیکر نکلی تو سامنے بائیک پر نظر پڑی۔وہ ابراہیم تھا۔چہرہ ڈھانپے وہ اس کی طرف متوجہ تھا۔شندانہ کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔پھر اس نے نوٹ کیا تھا کہ وہ بائیک ان کی گاڑی کے پیچھے ہی رہی تھی۔گاڑی نیازی منزل کو جاتی سڑک پر اتری تو وہ بائیک بھگا کر لے گیا تھا۔شندانہ نے کتنی مشکلوں سے دل کو سنبھلا تھا یہ تو صرف وہ جانتی تھی۔

"تو کیا وہ میرا پیچھا کرتے ہیں۔۔۔"شندانہ کمرے میں آکر سوچا تھااور مسکرا دی تھی۔

"گلابی رنگ آج اس کائنات کا سب سے حسین رنگ ہے۔۔۔۔"شام میں میسج موصول ہوا تھا۔شندانہ آج گلابی رنگ کی چادر میں تھی۔

شندانہ مسکرا رہی تھی۔رات کو بارہ بجے جب وہ پڑھ کر فارغ ہوئی تو کال آگئی تھی۔

"اسلام علیکم!"گھمبیر لہجے میں کہا گیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"شندانہ نے جواب دیا تھا۔

"شندانہ!"ابراہیم نے پکارا تھا۔

"جی۔۔۔۔"شندانہ نے جواب دیا تھا۔

تمہیں پتا ہے جب تم ائیر پورٹ پر ہما کا پرس دینے واپس آئی تھیں۔مجھے اسی وقت تم سے محبت ہوگئی تھی۔میںLove at first sightپر کبھی یقین نہیں رکھتا تھا۔مگر تم نے میرا خیال غلط ثابت کر دیا۔۔۔"ابراہیم نے ان پچھلے چند ماہ کی داستان اسے سنائی تھی۔اور شندانہ اس کی باتیں سنتے سنتے سو چکی تھی۔

آج رات انہوں نے دشمن کے مورچوں پر پھر سے حملہ کرنا تھا۔

آج وہاں لوگ زیادہ تھے۔یہ لوگ بھی بڑی جانفشانی سے لڑے تھے۔اور صبح فجر کے وقت چار دہشتگرد مارے گئے تھے۔تین زخمی تھے۔باقی بچ کر بھاگ گئے تھے۔ابھی کچھ اور جھڑپیں ہونی تھیں۔اس کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا تھا۔ابراہیم بہت تھک گیا تھا۔

"کیا ہم آج دن بارہ بجے اسی جگہ پر مل سکتے ہیں جہاں پہلے ملے تھے۔۔۔۔"ابراہیم کا میسج آیا تھا

۔

"میں کوشش کروں گی۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"نہیں آنا ہے تم نے۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اسے حکم سمجھوں۔۔۔۔"شندانہ نے میسج ٹائپ کیا تھا۔

"ہاں بالکل۔۔۔۔"آگے سے جواب آیا تھا۔

شندانہ مہرون جوڑا پہنے جب نیچے وادی میں گئی تو اس نے وہاں ابراہیم کو اپنا منتظر پایا تھا۔

"اسلام علیکم۔۔۔!"ابراہیم نے دھیرے سے کہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔"وہ نظریں جھکا کر زرا فاصلے پر بیٹھ گئی تھی۔ہاتھ میں ایک باسکٹ تھی۔

"اس باسکٹ میں کیا ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"اس میں کھانا ہے۔میں نے پہلی بار بنایا ہے روزی کی مدد سے آپ کے لیے۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

ابراہیم نے مسکراتے ہوئے باسکٹ لے لی تھی۔تو اس کی ہیر اس کے لیے جنگل میں کھانا لے آئی تھی۔وہ مسکرا دیا تھا۔

شندانہ مسلسل نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

"گھر میں کسی کو نہیں پتا ابھی۔مگر یہ کب تک چھپ سکتا ہے۔۔۔"شندانہ بلا آخر بولی تھی۔

"وہ نوبت ہی نہیں آئے گی۔میں آنے ہی نہیں دوں گا۔شندانہ تم مجھے ایک سال کی مہلت دے سکتی ہو اس عرصے میں میں سب سیٹ کر دوں گا۔۔۔"ابراہیم نے اسے دیکھتے ہوئے التجا کی تھی۔

شندانہ نے اسے دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

پھر ابراہیم نے اپنے بیگ سے ایک پیکٹ نکالا تھا۔اس میں دو میٹل کی سیاہ رنگ کی چمک دار چوڑیاں تھیں بالکل شندانہ کے کلائی کے سائز کی۔

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"یہ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔"شندانہ نے تعریف کی تھی۔اور جھٹ سے اپنی کلائی میں ڈال لی تھیں۔

"اب میں جاؤں۔۔۔"شندانہ نے اجازت چاہی تھی۔

"بس تھوڑی دیر رک جاؤ۔پھر چلی جانا۔ہم لوگ آج آگے جا رہے ہیں۔یہاں کام مکمل ہو گیا ہے۔وہاں سے یہاں تک کا سفر دو گھنٹے بنتا ہے۔۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اتنی دور۔۔۔"شندانہ نے گلہ کرتی نظروں سے کہا تھا۔

"میں آجایا کروں گا یہاں۔۔۔"ابراہیم نے فوراً کہا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ یہ وہ ابراہیم ہی نہیں ہے۔یہ کوئی ایک چابی سے چلنے والا کھلونا ہے۔جس کی چابی شندانہ کے ہاتھ میں ہے۔

"ہما ٹھیک ہے۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے وہ خانپور ہے۔۔۔"ابراہیم نے سنجیدہ چہرے سے جواب دیا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔!"شندانہ نے پکارا تھا۔

"جی۔۔۔"ابراہیم نے فوراً کہا تھا۔

"یہ سب کیسے ہوگا۔مجھے ناممکن لگتا ہے۔کوئی بھی نہیں مانے گا۔۔۔"شندانہ نے بوجھل لہجے میں کہا تھا۔

"میں سب کچھ سیٹ کرلوں گا۔تمہیں مجھ پراعتبار تو ہے نا۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"ہاں ہے خود سے بھی زیادہ۔۔۔"شندانہ نے کہااور مسکراتے ہوئے جانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ارے رکو تو سہی۔۔۔"ابراہیم نے التجا کی تھی۔

"نہیں بس میں نے جانا ہے۔۔۔"شندانہ نے چوڑیوں کو انگلیوں سے گھماتے ہوئے کہا تھا۔

ابراہیم کا دل بے ساختہ انداز میں دھڑکا تھا۔مہرون پلین جوڑا پہنے اوپر مہرون رنگ کی شال اوڑھے وہ سادگی میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ہما اتنی خوبصورت کیوں نہیں لگتی ہے۔ہما اپ ٹو ڈیٹ رہتی تھی۔مگر شندانہ سادہ اور معصوم تھی۔

"اچھا چلی جاؤ۔۔۔"ابراہیم نے اجازت دے دی تھی۔

وہ بھاگتی ہوئی نیازی منزل کی طرف چلی گئی تھی۔جب تک وہ فارم ہاؤس میں داخل نہ ہوئی ابراہیم اسے دیکھتا رہا اس کے غائب ہوتے ہی وہ بھی اپنے ٹھکانے کی طرف ہو لیا تھا۔

رات کو ہی اسے وہ باسکٹ کھولنے کا خیال آیا تھا۔خوبصورت سے ڈسپازبل ڈبوں میں کھانا پیک تھا۔

ایک ڈبے میں فروٹ کیک تھا۔دوسرا ڈبہ ڈرائی فروٹس سے بھرا ہوا تھا۔تیسرے میں پاستا تھا۔اور آخری ڈبے میں دل کی شیپ میں ساری چاکلیٹس تھیں۔اس ڈبے کو سرخ رنگ کے ربن سے باندھا گیا تھا۔

اس پر ایک چٹ تھی۔جس پر لکھا ہوا تھا۔

"باقی سب کچھ آپ شئیر کر سکتے ہیں۔مگر یہ چاکلیٹس نہیں۔یہ آپ ساری خود کھائیں گے۔۔۔"ابراہیم نے اس تحریر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل میں پڑھا تھا۔اس نے وہ چٹ اس ڈبے سے اتاری اور اپنے وائلٹ میں آئی ڈی کارڈ کے نیچے رکھ دی تھی۔محبت اپنی پاکیزگی پر مسکرا دی تھی۔

ابراہیم نے کال ملائی تھی۔

"کھانا کھایا تھا۔۔۔"شندانہ نے جھٹ پوچھا تھا۔

"نہیں اب کھاؤں گا۔وقت ہی نہیں ملا پہلے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اچھا۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔ساتھ ہی چوڑیوں کی چھن چھن کی آواز آئی تھی۔

"شندانہ۔۔۔"ابراہیم نے پکارا تھا

"جی۔۔۔"اس نے جواب دیا تھا۔

"یہ کانچ والی چوڑیاں اتار دو۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیوں آپکو نہیں پسند۔۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"بہت پسند ہیں۔اس لیے تو کہہ رہا ہوں اتار دو۔ورنہ ان کی آواز سن کر میں نیازی منزل نا آ جاوں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔شندانہ کا سانس رک گیا تھا۔

یہ شخص کیا تھا؟کیسا تھا؟کیسی باتیں کرتا تھا کہ جان نکال لیتا تھا۔وہ کیسے اس کی اسیر ہو گئی تھی۔ وہ Addict ہو رہی تھی۔یہ بہت خطرناک تھا۔مگر یہ دل کا مرض بن چکا تھا۔

ابراہیم دل و جان سے شندانہ نیازی کو پسند آ چکا تھا۔یہ کب ہوا کیسے ہوئے کوئی پتا نہ چلا۔

ابراہیم "Heart Stealer" ثابت ہوا تھا۔

"اچھا میں رکھتی ہوں۔ایک ہفتے بات نہیں کر سکوں گی۔ٹیسٹ ہیں میرے آجکل۔۔۔" شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا میسج پر تو کر لو گی نا۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"ہاں لیکن ایک دو میسجز سے اوپر نہیں۔۔۔"شندانہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا تھا۔

"یہ ظلم ہے عالی جاہ۔۔۔"ابراہیم نے کہا۔

شندانہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی اور فون بند کر دیا تھا۔

ابراہیم نے بھی آنکھیں بند کر لی تھیں۔وہ آج کل اتنا خوش تھا کہ سب کو لگتا تھا۔خاور اور طلحہ تو کہتے تھے کہ ابراہیم یہاں آکر بدل گیا ہے۔اس کا بس چلتا تو یہاں سے کبھی بھی واپس نہ جاتا ۔کیونکہ یہ شہر یاراں تھا۔

لیکن محبت میں زندگی اتنی خوبصورت نہیں ہوتی ہے۔جتنی ہمیں لگنے لگتی ہے۔

"ابراہیم جب تک آپ سارے معاملات سیٹ نہیں کر لیتے میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔یہ بات کتنے دن تک چھپ سکتی ہے۔تحریم بھابھی اور طلحہ بھائی ہمارے قریبی لوگ ہیں۔ میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتی ہوں۔"شندانہ نے میسج کا تھا۔

"بات ٹھیک ہے۔لیکن میں تم سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔"

"مشکل تو میرے لیے بھی ہے۔لیکن اب آپ دیکھیں محبت کے سفر میں ،میں آپکے ساتھ ہوں۔پہلے تو آپ اکیلے تھے نا۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا بہت کم کر دیتے ہیں۔مہینے میں کوئی ایک آدھ بار۔۔۔۔"ابراہیم نے ٹائپ کر کے بھیجا تھا۔

"بس محبت کرنے والوں کو ان چیزوں سے فرق نہیں پڑتا۔ان کے دلوں پر پر تو الہام اترتے ہیں۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا یہ بھی۔۔۔"ابراہیم بس یہی کہہ پایا تھا۔

"اچھا میں دیکھ لوں گی۔۔ہم پینٹنگز کے زریعے بات کیا کریں گے۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا وہ والی پانچ پینٹنگز کسی کو سیل مت کرنا شندانہ۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"نہیں کرتی ویسی ہی اور بنا کر کر دوں گی۔ وہ نہیں کر سکتی میں۔ ان پینٹنگز میں رنگوں کی جگہ میں نے محبت بھری ہے۔ اور محبت کے رنگ کون بیچتا ہے۔ وہ تو دلوں پر نقش ہو جاتے ہیں۔ وہ تو سنبھال کر رکھے جاتے ہیں۔ کسی انمول خزانے کی طرح۔ آپ سے محبت بھی تو ایسی ہے نا ابراہیم!"

"ہاں! تمہارا میرا رشتہ تو قدرت کی طرف سے جڑا ہے۔ ورنہ مجھے محبت کیوں ہوتی اور تم میرے خواب کیوں دیکھتی۔۔۔"ابراہیم نے ٹائپ کیا تھا۔

"تیرا میرا رشتہ الہام کا ہے۔۔۔"شندانہ نے ٹائپ کیا تھا۔ ابراہیم مسکرا دیا تھا۔ وہ شندانہ کا اعتبار جیتنے میں تو کم از کم کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔ ابراہیم کو اور کیا چاہیے تھا۔

"تم سے میرے سو رشتے ہیں۔ وہ سانسوں کی ڈوری سے بندھے ہیں۔ اور یہ بات کبھی مت بھولنا شندانہ کبھی نہیں۔۔۔"ابراہیم نے میسج کیا تھا۔ اور پھر غار سے باہر نکل آیا تھا۔

سوات کے راستے پر شدید دھند تھی۔ اسے یقین تھا کہ ان کے درمیان دوری بھی دھند کی مانند ہے جو سورج کے چمکتے ہی ختم ہو جائے گی۔

"میں تمہیں ضرور حاصل کروں گا شندانہ! کسی بھی قیمت پر۔ تم اس دل کو چاہیے ہو۔۔۔۔"ابراہیم نے خود کلامی کی تھی۔

****

جاری ہے۔

نوٹ

گلاب رت کے حسین چہرو کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine